حسب ضابطہ رجسٹری شدہ ہے

المجاز قنطرۃ الحقیقۃ

ای فسونِ چشم مستت مایۂ دیوانگی
آشنایان ترا از خویشتن بیگانگی

زلفِ عنبرین

مولفہ

نیازمند حیدر علیشاہ سید حسینی دہلوی کہ از کتبِ اساتذہ
مستند الوقت اشعار کہ نسبت بمذاق اہل ذوق میداشت وحرارت
فسردۂ قلبیہ انتعاش می بخشید انتخاب کردہ

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

حسب فرمایش

منشی نبی بخش صاحب مالک مجددی امرتسر

مطبوعہ مطبع مجددی امرتسر پنجاب

تعداد ۱۰۰۰

قیمت ۴/

اَلْمَجَازُ قَنْطَرَةُ الْحَقِيقَةِ

ای فسونِ چشمِ مستت مایۂ دیوانگی ۞ آشنایانِ ترا از خویشتن بیگانگی







اگر زاہد دعائے خیر میگوئی مرا این گو ۞ کہ این آوارہ کوئے بتاں آوارہ تر بادا

باہتمام منشی نبی بخش صاحب مالک مطبع مجددی امرتسر
زینت طبع پذیرفت

عنوان بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ ہی آپ ہووے نہیں پرتھی اور اکاس
آپ ہی آپ ہووے نہیں جل تھل مچھ کچھ مور
کالا گورا سانولا آپ نہ ہووے کوے
روگی دُکھیا اور سکھی آپ نہ ہووے کوئے
اس پر بھی سمجھے نہین مورکھ اُس کو جان
اسکی جات کی سوچ سے بدھ کا ہووے ناش
جیسے چند کا دیکھنا آنکھ سُکھ اور چین
ہے کرتا کی جات ہی جگ کی جات نہین
شُن تو ہی ہووے نہیں ہے نہیں ہووے شن
پہلے یہ نشچے ہوا ہے اُسکی ہی جات
پرگھٹ اسکی جوت ہی گھٹ ہی اسکی جات
اللہ ہو گھٹ میں کہو یا چت سی سوہنگ

آپ ہی آپ ہوئے نہیں سُورج چند اور راس
آپ ہی آپ ہوئے نہیں مانس ڈنگر ڈھو
لنگڑا لولا باولا آپ نہ ہووے کوئے
کون مرے جو آپ ہی جینا مرنا ہوئے
مورکھ مورکھ ہی رہے چاتر کو ہو گیان
اُسکے گن کے سوچ سے اور بڑھے پرکاش
سورج دیکھے جو کوئی پھوٹیں اُسکے نین
جسکی جات نہین ہووے اُسکی بات نہیں
سوچ سمجھ اس بات کو باندھ اسی سے دُھن
ہے سے آگے کیا کہیں سوچ سمجھ یہ بات
جوت اور جات پھر ایک ہے کہنے کو دو بات
ارتھ جب اُنکا ایک ہو دو نو ایک ہی انگ

مورکھ بولی پر لڑے چاتر سمجھے بات
اسکی جوت انوپ ہی اسکا روپ انیک
ڈالی پات اور پھول پھل بیج کے ہیں سب روپ
پرگھٹ ہو یہ گیان سے ہی وہ ڈال اور پات
بدھ کی بات نہ مان گر گر کی بانیں مان
جپ اور تپ جبتک نہ ہو دھرم نہ ہووے ساتھ
تو روگی دکھیا بڑا پورے گر کو ڈھونڈ
گر پائے پورا کوئی نینہ کی جس میں آگ
اسکے دھن دھن بھاگ ہیں جسمیں لگجا آگ
اسکا روپ ہے نت نیا سندر اور انوپ
اسکا مکھ ایک جوت ہی گھونگٹ ہے سنسار
ان کو مکھ دکھلائے ہی جن سے اسکی پیت
منہ دکھلائے اور چھپے چھل بل کر جگدیش
جگمگ جگمگ جوت ہی اسکی جگ میں آج
اس سے نہہ لگا یکہ اپنے آپ کو تیاگ
تیری جات تو ناتھ ہی ہے اسکی ہی جات
جب تپ اور بچار سے من کے جاویں روگ

لس اور چندا آئے ہیں ایک ہی لس اور رات
بھانت بھانت پرگھٹ ہے پھر وہ ایکم ایک
برچھ کھڑا ان سے ہوا سندر اور انوپ
دوجا کوئی ہے نہیں ہی اک بیج کی جات
لاکھ جتن کوئی کرے گر بن پائے نہ گیان
سدھ کبھی ہووے نہیں مارے کتنے ہاتھ
گر پایا سب کچھ ملا نہیں ڈھونڈ کا ڈھونڈ
پھر بھی وہ سیلا رہے ہے پورا نر بھاگ
اسکا نینہ کی آگ میں پورا ہو بیراگ
وہ پورا بھرپور سا جگ اسکا بہروپ
گھونگٹ میں وہ چھپ گیا مکھ پہ انچل ڈار
ان سے ہی ملتا ہے وہ جو ہیں اسکے میت
پاس رہی اور ناں ملے اسکے بسوے بیس
تو بھولا بھٹکا پھرے گل پر چھوڑے کاج
کیا بیٹھا ہے کہتا پھرے کوسوں اس سے بھاگ
بھرمیں ہیں کیونکہ کہے سوچ سمجھ یہ بات
من کی چنچلتا مٹے پورا ہو وے جوگ

چیلاہٹ ایک جا قرار نہ پکڑنا خراب خستہ اور برباد ہر

من ٹھیرے اِس بات پر کیا اجل کیا نیچ ۔ کیا انبر اور پرتھوی کیا گارا کیا کیچ

ایک ہیں جات اور تت سبھی روپ بھاؤ انیک ۔ روپ ہی اسکا انت نیا وہ نہیں ہووے ایک

عشق

عشق کا داغ غیرتِ گُل ہے ۔ دودِ فریاد رشکِ سنبل ہے

بزدلوں کو دلیر کرتا ہے ۔ یہ دلیروں کو شیر کرتا ہے

خاک سے عشق پاک کرتا ہے ۔ زندہ وہ ہے جو اسمین مرتا ہے

شیوہ خاص ہے یہ عام نہیں ۔ جو نکمّے ہیں اُن کا کام نہیں

عشق کا درد راحتِ جان ہے ۔ عشق کا زہر آبِ حیوان ہے

عشق کے کھیل ہمنے کھیلے ہین ۔ سو پر یزاد ہم اکیلے ہین

سو دوائین ہین اک کسک اِسکی ۔ سو ادائین ہین اک لٹک اسکی

یہ ہے معشوق نوجوانون کا ۔ یہ ہے محبوب رازدانوں کا

عشق سب بَل نکال دیتا ہے ۔ عشق سانچے میں ڈھال دیتا ہے

عشق عاشق کو بخشواتا ہے ۔ عشق جنت میں لیکے جاتا ہے

عشق ایمان ہے خدا رکھّے ۔ یہ میری جان ہے خدا رکھّے

عشق باطن ہو عشق ظاہر ہو ۔ اس سے توبہ کرے تو کافر ہو

ساقی

ساقیا میں اگر دعا مانگوں ۔ تو بجز مے کے اور کیا مانگوں

یہ دعائیں قبول ہو جائیں
پارسائی کے پھول ہو جائیں

موجزن ہو وہ بادۂ گلگون
بطِ مے کی طرح پھرے گردون

خمِ گردون سے آئے چھنکے شراب
صافیِ مے ہو چادرِ مہتاب

کاسۂ مے حباب ہو جائے
آبِ قلزم شراب ہو جائے

ساغرِ بادہ اخترِ تابان
بیل انگور کی ہو کاہکشان

گُل میں ہو رنگ ساغرِ مُل کا
شورِ قلقل ہو نالہ بلبل کا

گریۂ شمع بھی ہو مستانہ
گرے مستون کی طرح پروانہ

محتسب شوق سے ہو مے آشام
لبِ قاضی پہ واشربوا ہو مدام (یعنی پیو پیو)

رات دن شغلِ مے پرستی ہو
ساری دنیا ہو اور مستی ہو

مردمِ دیدہ تک شرابی ہو
آنکھ پیدا ہو تو گلابی ہو

خوف کیسا کہان کی بے ادبی
انتہا کی ہے مجھ کو تشنہ لبی

کس کو اندیشۂ گنہگاری
آ رہی ہے شہِ رحمتِ باری

نالۂ جگر سوز در بیان ناوک فگنی عشق سینہ دوز

دوستو حالِ غم کہون نہ کہون
ماجرائے ستم کہون نہ کہون

مختصر واردات کہتا ہون
سو کی مین ایک بات کہتا ہون

اِن بتون کو نہ مانتا تھا مین
اِن کو پتھر کا جانتا تھا مین

دل لگی سے رہا بدل انکار
لاکھ توبہ ہزار استغفار

ان بتون کو مری بلا چاہے — میں نہ چاہون اگر خدا چاہے

آگ لگ جائے اِس محبّت کو — چھیڑ کی دیر تھی طبیعت کو

یعنی [illegible]

بُجھ گیا تھا چراغ رسوائی — پھر ہوا تازہ داغ رسوائی

موت کی شکل پھر نظر آئی — چوٹ مدت کی پھر اُبھر آئی

پھر ہوئیں دل میں حسرتین آباد — نالے دینے لگے مبارکباد

پھر ہوا شوق جبہہ سائی کا — پھر جما رنگ آشنائی کا

صبر یارون کا یار تھا نہ رہا — جبر پر اختیار تھا نہ رہا

آتش غم سے داغ بھنتا ہے — کون اس دل جلے کی سُنتا ہے

آہ سے بھی شرر برستے ہین — نفَس سرد کو ترستے ہین

کیا ٹھکانا ہے آتشِ غم کا — سینہ اک طبقہ ہے جہنّم کا

سوز پنہان سے جان جلتی ہی — اُف کئے سے زبان جلتی ہے

ہے قیامت کا سوز داغ جگر — نارِ دوزخ ہے جسکی خاکستر

لب پہ ہر دم جلے بھنے تالے — پڑ گئے ہین زبان مین چھالے

جل گیا جب کسی سے بولے ہم — پھوڑتے ہیں جلے پھپھولے ہم

جلوہ دیکھا جو جور طلعت کا — سامنا ہو گیا قیامت کا

رنگ چہرے سے اُڑ گیا کوسون — دل سے مین مجھ سے دل جدا کوسون

شمع سان جسم زار گھلتا تھا — پر کسی پر نہ بھید کھلتا تھا

جستجو میں بڑے بڑے عیّار
نہ ہوا کوئی واقفِ اسرار

رنج سا رنج تھا حسینوں کو
داغ سا داغ مہ جبینوں کو

حال کیسا بدل گیا اس کا
کیا کلیجہ نکل گیا اُس کا

صلح کل سے یہ آدمیت میں
خیر سے شر نہین طبیعت میں (یعنی الحمدللہ)

مجکو اِس حال پر نظر ہی نتھی
دین و دنیا کی کچھ خبر ہی نتھی

جٹی جٹی بھووں کی وہ تحریر
کیوں نہ دِل اِس لکیر پر ہو فقیر

چشم خوں ریز وہ فساد انگیز
جس کا شاگرد فتنۂ چنگیز

نگہ مست ہوشیاری سے
لڑنے والی چھری کٹاری سے

لبِ پان خوردہ پر مسی کی دھڑی
دلِ بیمار پر تھی رات کڑی

اُف رے عہدِ شباب کی مستی
بے پئے ہے شراب کی مستی

کبھی منہ پر نقاب کا کل ہے
کبھی مُنہ پھیر کر تغافل ہے

آئینے سے نگاہین لڑتی ہیں
خود بخود چتونیں بگڑتی ہیں

آئینے سے نظر چرا جانا
آپ اپنے سے شرم کھا جانا

اپنے سائے سے پوچھنا تو کون
ہے مرے ساتھ دوسرا تو کون

ہے نرالی ادا زمانے سے
روٹھنا اور بھی منانے سے

ہر کسی کو نظر میں رکھ لینا
خوب کھوٹا کھرا پرکھ لینا

حسن کی آن بان ہائے غضب
بے نیازی کی شان ہائے غضب

ناز جلوے دکھائے جاتا ہے
حسن چہرے پہ چھائے جاتا ہے

جس طرف اُٹھ گئی وہ شوخ نگاہ
شور اُٹھا کہ بس خدا کی پناہ

ادھر اظہار درد و رنج فراق
اور ادھر گفتگو تڑاق پڑاق

سادگی میں بناوٹیں کیا کیا
اُکھڑی اُکھڑی لگاوٹیں کیا کیا

شغبدے لاکھ لاکھ آفت کے
فقرے چلتے ہوئے قیامت کے

بھولی بھولی وہ پیار کی باتین
شوخیاں اختیار کی باتین

کبھی چبھتی ہوئی سنا دینا
سُنکے تعریف مُسکرا دینا

سخنِ ناصواب کہہ دینا
مجھ کو خانہ خراب کہہ دینا

کبھی دھمکی یہ دی کہ سمجھیں گے
کبھی گردن ہلی کہ سمجھیں گے

مفت الزام میرے سر دھرنا
بے خطا بے قصور لے مرنا

پتلے ہونٹون میں کچھ تبسم بھی
مجھکو کہنا کہ قہر ہو تم بھی

ہر کسی سے اک التفات کی بات
لطف کا لطف اور بات کی بات

کون کہتا ہے ناز نے مارا
مجھکو اسکے نیاز نے مارا

دیکھ کر یہ ادائین آنکھوں سے
کیون نہ لون میں بلائین آنکھوں سے

آسمان صدقے ہونیوالون میں
فتنۂ حشر پائمالون میں

یہی انداز قہر کرتے ہیں
آدمی کیا فرشتے مرتے ہین

رفتن معشوق بدیار خویش

قصد ٹھیرا وطن کے جانیکا | رنگ بدلا نیا زمانے کا

بات دل کی نہ لب تک آتی تھی | فکر میں آئی عقل جاتی تھی

مثل کاکل کے مجھے پریشانی | شکل تصویر اوسکو حیرانی

ٹھیرے عہد و وفا جو آپس مین | کھائیں باہم ہزار ہا قسمین

شکر مہر و وفا کیا مین نے | بخشوایا کہا سنا مین نے

ہم تو بھوکے ہین آدمیت کے | آدمیت کے ساتھ الفت کے

میری تسکین اسے کیئے ہی بنی | یہ تسلّی مجھے دیئے ہی بنی

آتے جاتے ہین سب جدائی مین | مر نہ جانا میری جدائی مین

جان سی چیز یون نہین کھوتے | اس قدر پھوٹ کر نہیں روتے

مصرعہ میر پڑھ کے فرمایا | پھر ملین گے اگر خدا لایا

وہ تو پہلو سے آہ بھر کے اٹھے | اور ہم بیقرار مر کے اٹھے

ساتھ اوسکے مری نگاہ گئی | جب نگہ تھک گئی تو آہ گئی

روح کہتی تھی مجھکو دو رخصت | دل پکارا کہ میں بھی لو رخصت

صبر ٹھیرائے کب ٹھہرتا ہے | سب سے پہلے سلام کرتا ہی

کوئی کھیلے نہیں نظر بازی | نام اس کھیل کا ہے سر بازی

آگئی ہجر کی اندھیری رات | قبر کی رات تھی وہ میری رات

رات گذری ہے مجھے دعا کرتے ‏ ‏ ‏ تھک گیا منہ خدا خدا کرکے

حالت

دم پہ بنتی ہے ہجر کے غم سے ‏ ‏ ‏ اس کو پوچھو جناب آدم سے

تیرگی ہے جو یہ شب غم مین ‏ ‏ ‏ ہے سیہ پوش میری ماتم مین

موئے سر کھولکر شب ہجران ‏ ‏ ‏ اشک شبنم سے صبح تک گریان

اس سیاہی مین کیا سحر ہو نمود ‏ ‏ ‏ گھر گیا دود آتش نمرود

دیکھ کر آہ آتشین کے شرر ‏ ‏ ‏ دانت پیسا کئے بہت اختر

داستان گو ہے نالۂ شبگیر ‏ ‏ ‏ خوب سوتی ہے چین سے تقدیر

کیون فلک انتہائے جور بھی کچھ ‏ ‏ ‏ ظلم باقی رہا ہے اور بھی کچھ

ہمہ تن یاس کر دیا تو نے ‏ ‏ ‏ ستیا ناس کر دیا تو نے

ہو گئے خاک مین چلے لاکھون ‏ ‏ ‏ مر گئے کاٹ کر گلے لاکھون

مین ہی کیا ہون تری جفا کیلئے ‏ ‏ ‏ رحم کر رحم کر خدا کے لئے

کسی کروٹ سے کل نہین آتی ‏ ‏ ‏ نہین آتی اجل نہین آتی

تپ دوری نچوڑتی ہی مجھے ‏ ‏ ‏ دمبدم روح چھوڑتی ہی مجھے

ضعف سے قلب تھرتھراتا ہی ‏ ‏ ‏ درد بھی اٹھ کے بیٹھ جاتا ہے

چشم تر خون سے ندیان جاری ‏ ‏ ‏ ریش ناخن سے تن پہ گلکاری

چبھتی ہے کوئی شے کلیجے مین ‏ ‏ ‏ ہوک سی اٹھتی ہے کلیجے مین

دل کی حالت بُری ہی سینے مین ‏ ‏ سانس چلتی چھُری ہی سینے مین

لگ گئی کس کی بد دعا مجکو ‏ ‏ میرے اللہ کیا ہوا مجکو

دل سے پہرون کلام کرتا ہون ‏ ‏ زندگی کو سلام کرتا ہون

دردِ دل سائبان ہے گویا ‏ ‏ دوسرا آسمان ہے گویا

بیکسی میری غمگسارون مین ‏ ‏ نا امیدی امیدوارون مین

درد دل کا علاج مُشکل ہے ‏ ‏ بچ گئے کل تو آج مشکل ہے

کل جو امید تھی وہ آج نہین ‏ ‏ مرض موت کا علاج نہین

جان جاتی ہے دلکے آنیسے ‏ ‏ موت آتی ہے اس بہانیسے

گرد بیٹھے طبیب روتے ہین ‏ ‏ مجکو میرے نصیب روتے ہین

جو عیادت کو میری آتا ہے ‏ ‏ دیکھ کر دور ہی سے جاتا ہے

بات کی بات مین پلٹ نہ پڑے ‏ ‏ یہ سڑی ہے کہین لپٹ نہ پڑے

مژدۂ وصل کب سُناتے ہین ‏ ‏ لوگ یٰسین پڑہنے آتے ہین

اشک اُمڈے برس گئین آنکھین ‏ ‏ دیکھنے کو ترس گئین آنکھین

شوق کہتا ہے میرے ساتھ آؤ ‏ ‏ ضعف کہتا ہے بیٹھ بھی جاؤ

چین ملتا نہین کہین مجکو ‏ ‏ آسمان ہو گئی زمین مجکو

موت آئے یقین نہین آتا ‏ ‏ نفسِ واپسین نہین آتا

اب کہان وہ صفائیان مُنہ پر ‏ ‏ چھٹ رہی ہین ہوائیان منہ پر

رنج کھاتا ہون اشک پیتا ہون — یہی کھا پی کے روز جیتا ہون

کھیل کوئی نہ عمر بھر کھیلے — ہم جو کھیلے تو جان پر کھیلے

پھوٹ کر روئے پاؤن کے چھالے — بہ گئے جن سے ندیان نالے

رنج کھانے سے کام ہے مجکو — دانہ پانی حرام ہے مجکو

فکر افشائے راز سے خاموش — کبھی کچھ ہوش ہین کبھی بیہوش

غم دوری سے جان بیکل ہے — آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

توجہ نمودن بالتصویر عاشق جانباز و آغاز نمودن راز نیاز

یہ سنا ہے کہ وہ پری پیکر — یاد کرتا ہے مجکو یون اکثر

میری تصویر رکھ کے پیش نظر — کوسنا چھیڑنا یہ کہہ کہکر

اس ڈھٹائی سے تو ادھر دیکھے — آنکھین پھوٹین ہمین اگر دیکھے

کس طرح گھورتا ہے بلبے شریر — جی مین آتا ہے پھونکدون تصویر

شکل منحوس کیون نظر آئے — مول لیکر بھی ہمتو پچھتائے

ایسی تصویر کس کو بھاتی ہے — پر بلا سے ہنسی تو آتی ہے

تجھ سے رونق نہین ہی گھر کے لئی — رکھ لیا ہے نظر گذر کے لیئے

جھوٹ سچ ہمکو ازمانا ہے — عشق ہے یا فقط بہانا ہے

کونسا تھا وہ آئینہ رخسار — تجھ کو سکتے کا دیگیا آزار

دام دے کر تجھے خریدا ہے — تجھ پہ ہر طرح اپنا دعوا ہے

بال باندھا مرا غلام ہے تو
اسی باعث سے نیکنام ہے تو

تیری تصویر کا بہانا ہے
تیرا خاکہ بہت اُڑانا ہے

آمدن معشوق

نہ بُلائے سے جو آئے کیا آئے
منہ اُٹھائے جو آئے کیا آئے

فتنہ پرداز یان بھی ہوتی ہین
رخنہ انداز یان بھی ہوتی ہین

خط پہ خط بے سبب نہیں آتے
جب تو آتے پر اب نہیں آتے

مصلحت جانکر گلا چھوڑا
جذب دل پر معاملہ چھوڑا

کفِ افسوس کس طرح نہ ملے
آدمی کیا کرے جو بس نہ چلے

تھا یہ اُس گلعذار کا آنا
یا نسیمِ بہار کا آنا

میرے معجز بیان کا آنا ہے
یا مسیح زمان کا آنا ہے

بزم مین شمع انجمن آئی
یا بہارِ گلِ چمن آئی

میرے غمخوار جلکے لائی اُنہین
نہ بنی کچھہ بغیر آئے اُنہین

آئے لیکن ہزار ناز کے ساتھ
ملے مجھ سے تو احتراز کے ساتھ

ہم جو آئے یہ دل ہمارا تھا
ورنہ کیا آپ کا آجارا تھا

اک جہان اپنا دیکھا بھالا ہی
جانتا ہون جو ہونے والا ہی

کیا کہون مین کہ کس چلن سی رہے
رہے جبتک وہ بانکپن سی رہے

مجھسے کہنے لگے سنو صاحب
اس قدر مضطرب نہ ہو صاحب

ابتو اپنے وطن کو جائین گے | آؤ گے بھی اگر بلائین گے

نامۂ دلبر باوفا در طلب جانباز و شیدا

مجھ کو لکھا کہ اے مرے بیتاب | دن کو بے چین رات کو بیخواب

اے پریشان و مضطر و ناشاد | تیرے دل مین رہی ہماری یاد

تو گرفتار بند زلف رہے | دل اسیر کمند زلف رہے

درد الفت سے لب پہ شیون ہو | میری کاکل ہو تیری گردن ہو

ہم نئی روز بات سنتے ہین | تازہ اک واردات سنتے ہین

کوئی کہتا ہے چپ لگی ہے انہین | سخت دشوار زندگی ہے انہین

کھاتے ہین پیتے ہین نہ سوتے ہین | مفت رو رو کے جان کھوتے ہین

کوئی کہتا ہے نالے کرتے ہین | کوئی کہتا ہے تمپہ مرتے ہین

سنکے یہ حال ہر زبان سے ہم | لائین پتھر کا دل کہان سے ہم

یاد ہے قول اس زمانے کا | تم نے وعدہ کیا تھا آنے کا

کس سے ملکر خوشی مین بھول گئے | تم یکایک جو ہمکو بھول گئے

ہم یہان تم وہان تو لطف نہین | ہو یہ دوری جہان تو لطف نہین

رسم الفت نباہتے ہو اگر | جان کی خیر چاہتے ہو اگر

اٹھ کے سیدھے ادھر چلے آؤ | کوئی روکے مگر چلے آؤ

میہمان تم ہو میزبان ہم ہون | عیش و عشرت کی لطف باہم ہون

جب کسی نے طلب کیا آئے
آئے پچتا کے پھر تو کیا آئے

نامۂ دل نواز جب آیا
مینے سوچا یہ کیا غضب آیا

دل تو کہتا تھا سر کے بل چلئے
جس طرح ہو سکے نکل چلئے

منزلِ دوست دور اتنی ہے
ریل بھی تھک کے چیخ اُٹھتی ہے

جواب نامہ

یا خدا وہ فرشتہ بھجوا دے
کہ مرا نامہ اوس کو پہنچا دے

اے فُغان اپنے زور مین لیچل
پہونچون مکتوب شوق سے اوّل

اے مہ و مہر و گردشِ ایّام
تمھین پہنچا دو چلتے پھرتے پیام

ابرِ تر اشکِ تر کو تو لے جا
برقِ سوزِ جگر تو لیجا

یون ہمارا سلام پہونچانا
یُون ہمارا پیام پہونچانا

تو ہے اے مہ جمال پیشِ نظر
ہے تیرا ہی خیال پیشِ نظر

سامنے دوسرا نہین آتا
آئینہ دیکھنا نہین آتا

نہین کہتا ہون مین خوشامد سے
تیرے احسان بڑھ گئے حد سے

اس قدر دھیان کون کرتا ہی
ایسے احسان کون کرتا ہے

یہی اک دن ترِی قسم ہوگا
کہ مرا سر ترا قدم ہوگا

آفتین جتنی ہین خدائی مین
مین نے جھیلین تری جدائی مین

زندگانی سے یاس ہی مجکو
تیرے ملنے کی آس ہے مجکو

تم بلاؤ نہ آون کب ممکن
ہے سدا سے یہ بات ناممکن

یہ نگاہین کہین نہ پھر جائین
ہم نظر سے تری نہ گر جائین

لب سے ہر دم یہ کام لیتا ہون
کہ تمھارا ہی نام لیتا ہون

وصل کی شب مین جلوے تھے ویسے
سرمہ تھی حلق مین موذن کے

محفل عیش کا بندھا تھا سمان
دیکھے پھر پھر کے جس کو عمر روان

میری محفل مین دخل غیر کہان
غیر ہو جس جگہ تو خیر کہان

مسکراتے تھے لب جو دلبر کے
کھلے جاتے تھے پھول بستر کے

ہر گھڑی نوک چوک ہوتی تھی
دمبدم روک ٹوک ہوتی تھی

آتش حسن یار کی گرمی
بزم مین اک بہار کی گرمی

یان فرط غم سے دل یہ بنی وان وہ تمکنت
پوچھا نہ جھوٹے منہ طبیعت کو کیا ہوا

بے جستجو ملیگا نہ اے دل سراغ دوست
تو کچھ تو قصد کر تیری ہمت کو کیا ہوا

یہ داد خواہ کیسے تماشے دکھائین گے
تم دیکھنا کہ روز قیامت کو کیا ہوا

موہوم کر دے جو دہان دمیان دوست
کیا جانے وہم صانع قدرت کو کیا ہوا

ٹھنڈا پڑا ہے داغ دل داغدار عشق
اس آفتاب حشر کی حدت کو کیا ہوا

کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا | دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا
مین خاک بھی ہوا تو ہوا اُسکی خاک در | چھوڑا نہ دستِ عجز سے دامن غرور کا
وہ صاف دل ہون مردمکِ چشم کیطرح | میرے سیاہ خانے میں عالم ہے نور کا
کیا ڈر جو قصر عفو مقامِ بلند ہے | زینہ لگا کے پہنچون کا عذرِ قصور کا
دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو | ارشاد ہو علاج دلِ ناصبور کا
پھیلا کے پاؤن چین سے سوؤن مزار مین | تکیہ نصیب سر کو ہو زانوے حور کا
یارب اکیلے رہنے کی عادت نہیں مجھے | جمگھٹ رہے مزار مین غلمان و حور کا

نہین سودا فقط یوسف کو اوسکی دور داماں کا | گدا اور یس بھی ہی کوچہ چاکِ گریباں کا
مزہ عاشق کے دل سے پوچھ حُسنِ شعلہ رویان کا | تماشا دیکھ پروانونکی آنکھون سے چراغان کا
یہ تیری تیغ نے روکا ہی ناکا شہرِ امکان کا | کہ چھاپا ہے قضا کے ہاتھ پر خونِ شہیدان کا
مرے ہی سامنے دامن اُٹھا کر ناز سے چلنا | کبھی سے کھر گلہ او لٹا مرے چاکِ گریبان کا
بہارِ تازۂ دل دیکھ اگر شوق تماشا ہے | بہشت اک پھول مُرجھایا ہوا ہی اس گلستان کا
نہ گھبرا اے دلِ وحشی سوادِ شامِ فرقت سے | کہ یہ سایہ بھی ہمسایہ ہی اوس زلفِ پریشان کا
معاف اے شیخ دھوکے میں اڑائین دھجیان مینے | ترے خرقے پہ شک مجکو ہوا اپنے گریبان کا
اُچھلتا ہی کلیجا ڈوبتا ہی دل خدا حافظ | سمندر پیرتا ہی جھیلنا شبہاے ہجران کا
نہ جچے کیا طولِ محشر ہمسے غمنا کونکی آنکھون مین | ازل سے تا ابد پہلا پہر ہی روزِ ہجران کا
تڑپ کر دم نکلجائے مگر کھلنا نہین ممکن | تری دلکی گرہ ٹانکا ہی میری زخمِ پنہان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون بتا ای ناوکِ قاتل
کہ وہ پیاسو نمین ہی یہ ایک قطرہ آبِ پیکان کا

یہان معشوق ہو عاشق دکھاتا ہے رنگ اپنا
شبیہ طوقِ قمری ہی دھوان سرِ چراغان کا

نہ پوچھو حال دل کا میرے آہِ بے اثر دیکھو
درختِ بے ثمر ہی یہ اوسی اجڑی گلستان کا

وہ دیوانے ہین آنکھون کے ذرا بیما اگر کر دین
نکالے شیر پر آنکھین غزال اپنی بیابان کا

جسے سارا زمانہ آفتابِ حشر کہتا ہے
وہ اک اثر ہوا پیدا ہی اپنے داغ ہجران کا

انہی تقریب پریون کے بلانے کی ہی دیوانو
کسی صحرا مین عرس اک دن کرین چلکر سلیمان کا

جنون ہی مجکو اک پردہ نشین کے دور دامان کا
گلا کاٹون جو پردہ فاش ہو چاک گریبان کا

مگر اوڑتی ہوئی پریان اڑانیکا ارادہ ہے
ہوا پر جال پھیلایا ہی کیون زلفِ پریشان کا

نہ امنون ہون ای ضعف پردہ رہگیا میرا
چھڑایا تو نے دامن دست وحشت سی گریبان کا

تعجب کیا کمال شوق مین لپٹا جو مین اس سے
دیا شمشیر دہو کا کسی کے جسم عریان کا

اسے کہتی ہین پاسِ رازِ الفت دیکھ ای قاتل
سیاہی منہ تری تارِ کمر سے زخم پنہان کا

مزاج آگے تو دیوانون سے یون برہم نہ ہوتا تھا
اثر ہے ای پری یہ صحبتِ زلفِ پریشان کا

نصیبِ دشمنان قاتل کو سکتہ ہو گیا شاید
کہ بسمل آئینہ دکھلا رہی ہین چشم حیران کا

دکھانا چاہئے کچھ بانکپن سو وا سے مژگان کا
بہت اب نوک کی لیتا ہی ہر کانٹا بیابان کا

جواب روضۂ رضوان ہی تختہ کوی جانان کا
قضا چھڑکاو کرتی پھرتی ہی خون شہیدان کا

زمین ہی ایک مشتِ خاکِ صحرای محبت کی
فلک چھوٹا سا اک میدان ہی دل کے بیابان کا

در آیا بسکہ پتلی دیدۂ خورشید محشر مین
اگر اونچا اڑا ذرہ کوئی اپنے بیابان کا

لبِ بام اُس پری نے بال کھولا جو ہری سے سرکائے
اٹھا کر ابر کے پردے کو گویا برق نے جھانکا

ذرا سی چھیڑ مین کیون پھوٹ بہتے ہو تم ای چھالو
اِسی سی چھیڑتا ہے تمکو ہر کانٹا بیابان کا

انا الحق بولتی ہین قمریان حق سرّہ کیسا
جسے کہتے ہین دار اک سرو ہے اپنے گلستان کا

کتاب لوح محفوظ ای امیر اسکا ہے دیباچہ
سوادِ خامۂ کن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

بالین پہ میرے کس لئے آیا ہی اے طبیب
تجھہ سے علاج دردِ دلِ زار ہو چکا

آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح
سو بار مین فریب سی بیمار ہو چکا

اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہے
امید عفو مین مین گنہگار ہو چکا

اب لب پہ لائین کیا ارنی صوت کلیم
محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

مے پیو شوق سے خالق ہی رحیم اور کریم
میکشو خیر ہے اندیشۂ فردا کیسا

آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی
اے جنون گھر مین یہ سامان ہو تو صحرا کیسا

جوشِ وحشت ہمین اُس دشت مین لایا کہ جہان
آہوئے قیس نہین ناقۂ لیلے کیسا

خلعت پہنکے آنیکی تھی گھر مین آرزو
یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دلکو نہ اید رد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

مرغانِ باغ تمکو مبارک ہو سیر گُل
کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا

کیا رنگ تیری زلف کی بُو نے اُڑا دیا
کافور ہو کے مشک ختن سے نکل گیا

پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا
پانی اُبل کے چاہِ ذقن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یاد سگِ یار نے کیا
ہر استخوان تڑپ کے بدن سے نکل گیا

طاؤس نے دکھائی جو اپنے بدن کے داغ
روتا ہوا اسحاب چمن سے نکل گیا

صحرا مین جب ہوئی مجھے خوش چشمونکی تلاش
کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا

اللہ رے انقلاب جہان پلید کا
خونِ حسین غازہ ہے روئے یزید کا

قاتل کے کان تک نہین پہنچی ابھی فغان
کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا

کچھ لگ گئے ہین زاغ و زغن کچھ سگ و ہما
لاش اپنی بعد مرگ ہے توشہ فرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیبِ سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہے خاکِ یزید کا

اب کی بہار سے مجھے آتی ہے بوئے خون
آیا ہے لالہ بھیس بدل کر شہید کا

مسجد سے سوئے میکدہ الشیخ یون نہ دیکھ
بالائے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دونون ہین رہن مے
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جُبہ مرید کا

وہ باد این ساقی کوثر مین مے پیون
شامی کباب بھن کے جگر ہو یزید کا

عکس شبیہین کھینچے رخسار یار کی
یہ بھی تو چھاپنا ہے کلام مجید کا

یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
جائے شراب خون بکے گا شہید کا

بُت بنکے وقت نزع نہ بالین پہ میری بیٹھ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا
تعویذ قبر پر نہین خط ہے رسید کا

ہے دل کو شوق اوس بتِ قاتل کی دید کا
ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا

کس گلبدن نے ہاتھ سے سبزہ لگا دیا | پھولوں کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا

گردن کو تیغ سے نہیں رشتہ بعید کا | ڈورا جو باڑہ کا ہے وہ حبل الورید کا

صحرا و کوہ و کشتۂ الفت کہاں نہیں | ہر لالہ ہے چراغ مزارِ شہید کا

کتنا ہے سخت قلب رقیبِ سیاہ رُو | نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

صفحۂ دہر پہ جو نقش قدرت نے امیر
اوسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کیطرف | دیر تک گوش بر آواز سلاسل ٹھہرا

حسن جس طفل کا چمکا وہ ہوا باعث قتل | جس نے تلوار سنبھالی مرا قاتل ٹھہرا

ہم بڑی دور سے آئے ہیں تمہارا ہی یہ حال | گھر سے دروازے تک آنا کئی منزل ٹھہرا

ابتک آتی ہے صدا تربت لیلی سے امیر | ساربان اپنو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

دریائے معرفت سے جو دل آشنا ہوا | ترکِ خودی سفینۂ اہل فنا ہوا

مین مٹ گیا تو وہ بہی مری ساتھ مٹ گیا | سائے سے خوب حق رفاقت ادا ہوا

پچھتا رہے ہین خون مرا کر کے کیوں حضور | اب اسپہ خاک ڈالئے جو کچہہ ہوا ہوا

چالاکیاں تو دیکھو مجھے قتل کر کے خود | اوروں سے پوچھتے ہین کہ کیا ماجرا ہوا

یادِ کمر مین بھول گئی دل کو طرز آہ | لکا سے ہین اپنے بال بڑا بے صدا ہوا

حور آگئی نظر کہ پری کوئی دیکھ لی
سودا سا ہے امیر کو کیا جانے کیا ہوا

جلانا چاہتی ہے جب کسی سرسبز گلشن کا
تو بجلی طوف کرجاتی ہے پہلے میرے خرمن کا

وہ ہون جانباز مقتل پر گمان ہے مجکو گلشن کا
ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بولنا رن کا

کبھی خورشید تا بیگا کبھی مہتاب جھانکے گا
کھلا رہنا نہین اچھا تری کمرے کے روزن کا

بصیرت ہو تو انسان مرسمجھے چشم و مژگان کی
لیے ہین پتلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا

کبھی کعبے کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجکو
ہوا مجمع مرے تابوت پر شیخ و برہمن کا

نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دو نورو دیتے
تمھین کو بلبلو آتا نہین انداز شیون کا

لب جان بخش پر مسی نہین اُس نے جمائی ہے
ہوا ہے چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اسکی تجلی ہے
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہے لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہون سنہ روک کر اُس شوخ پرفن کا
وہ رہرو ہون کہ آگا باندھتا ہون جا کی رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اُس صراحی وار گردن کا
پڑا پھندا گلے مین گر گئی مے ڈھل گیا من کا

ہوسے پر شرم عصیان حرز بازو ہو گئی مجکو
سمٹ کر گنبد مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یان پھونک کر رکھتی ہے بجلی بھی جو آتی ہے
ہنسی سمجھا ہے گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اٹھالون سختیان لاکھون کڑی بات اٹھ نہین سکتی
مین دل رکھتا ہون شیشی کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہائے تیغ براں نقد جان اہل جرأت ہے
بہت ہی تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاق شہادت ہون کبھی جلاد گر گزرتا
لگا تا تازیانہ بڑھ کے تسمہ میری گردن کا

مسی مالیدہ لب سے کی ہے کلی جس جگہ اُس نے
قیامت تک اوگیگا وہن زمین سے پھول سوسن کا

یہ کس گریان کا ساقی میکدے مین دور آخر ہے
کہ قلقل ہی میکشونمین خاتمہ ہی آج ساون کا

پھلے پھولے چمن مین دفن کرنا چاہئے مجکو
کہ ہون مارا ہوا اک نوجوان گلرو کے جوبن کا

آبرو گرد یتیمی مین جو پیدا کرتا
گوہر اشک کو مین آنکھ کا تارا کرتا

ہاتھ رکھے مین اُٹھا زخم گلو پہ دم حشر
مجھ سے ہوتا کہ مین جلاد کو رسوا کرتا

اسے اجل دن تیرے آنیکا جو ہوتا معلوم
کچھ مین سامان تیری دعوت کا مہیا کرتا

کھُلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل
درِ کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا

گلا وہ ہے جو تری تیغ کو ہوا مقبول
جگر وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا

تمھاری آنکھ کی ڈوری نے دل مرا کھینچا
نہال تاک کا ریشہ اسے کمند ہوا

مزہ ملا سگِ جانان کو استخوان کھا کر
ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا

نکالین گے نہ شمشیر برّان حوصلہ دل کا
دہانِ زخم سے ہم چوم لین گے ہاتھ قاتل کا

عجب کیا ہی اگر گردون نہ سیتون سی کھنچتا ہی
محلہ چھوڑدے ممسک جو ہمسایہ ہو سائل کا

مدد اے سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہی
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون پانون قاتل کا

نکیرین اک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الٰہی بعد مردن بھی رہی مشق ستم مجھ پہ
لگائین تیر جب تو وہ بنائین وہ مری گل کا

وہ ہے خونریز عالم تو جو رکھدی نارسی انگلی
تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا

نئی معراج پائی ہی غبارِ گور مجنون نے
بگولا جو اٹھا قبہ بنا لیلی کے محمل کا

چشم نرگس نہ ملی دیدۂ آہو نہ ملا
لن ترانی ارنی گو کو کہنا تہا ضرور

اے حیا تجکو او نھین آنکھون نہین کیا رہنا تھا
عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا

اوس نے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا
الفت گیسو بلا تھی مر گیا پھنسکر امیر

خلق یہ کیون پوچھتی ہی ماجرا کیونکر ہوا
ہے بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلہ کیونکر ہوا

ہون وہ مجنون جھاڑتا ہون اوڑھکے مین ہر اک صبح
رات دن پہلو مین ہی کوئی نہ کوئی سیمتن
طوق مجنون کی گرانی کیا لنگا ہون پر چڑھے
کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون

رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا
جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا
ایک حلقہ ہی مری اوتری ہوئی زنجیر کا
کیا جنازہ آئے گا وان عاشق دلگیر کا

گرد باد آسا ازل سے ہو نہین وہ وحشی امیر
خاک غربت سے بنا خاکہ مری تصویر کا

اور تھوڑی سی شب وصل بڑہا دی یارب
ہر بن موئے مژہ مین ہین یہان سو طوفان
کر لیا عہد کبھی کچھ نہ کہین گے منہ سے
کیسے نادان ہین جو اچھے کو برا کہتے ہین
دم آخر تو بتو یاد خدا کرنے دو
ان حسینون کی جو تعریف کرو چڑھتے ہین
ریاض دہر مین پوچھو نہ میری بربادی

صبح نزدیک ہمین اوسسے ہی کیا کیا کہنا
عین غفلت ہے مری آنکھ کو دریا کہنا
اب اگر سچ بھی کہین تم ہمین جھوٹا کہنا
ہو برا بھی تو اوسے چاہئے اچھا کہنا
زندگی بھر تو کیا مین نے تمہارا کہنا
سچ تو یہ ہے کہ برا ہے انھین اچھا کہنا
بر رنگ بو اودھر آیا اودھر روانہ ہوا

کمان حسن نہ تھی آشنائے تیر ادا
کہ ناوکِ غمِ اُلفت کا مین نشانہ ہُوا

خدا کی راہ مین دینا ہے گھر کا بھر لینا
ادہر دیا کہ اودھر داخل خزانہ ہوا

ہوا نہ غیر کا احسان پس فنا صد شکر
غبار اوڑ کے سرِ قبر آشیانہ ہُوا

پڑا جو سایہ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندہے سے آنچل تو دوشانہ ہوا

نشان غیر کہان صید گاہ وحدت مین
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا

جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوئے گُل آئی
سمند ہوش مُرکا تھا کہ تازیانہ ہوا

گھڑی بھر ایک طرح پر اسے قرار نہین
مزاج یار بھی حق مین مرے زمانہ ہوا

پتا امیر کا منزل مین گور کے بھی نہین
یہان سے آگے الٰہی کدہر روانہ ہوا

امید جا کے نہین اوس گلی سے آنے کی
برنگ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

حسد سے زہر تنِ آسمان مین پھیل گیا
جو اپنی کشت مین سرسبز کوئی دانہ ہُوا

چُنے ہیں مہینون مین تنکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہُوا

رنگ داغون مین مرے پیدا ہوا ناسور کا
اب کلیجا ہو گا ٹھنڈا مرہم کافور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لاتا ہے واعظ کو ضرور
لیچلون شربت بنا کر نذر کو انگور کا

ہر قدم پر وادی وحشت مین کہتا ہے یہ دل
المدد اے شوق منزل ہے ارادہ دور کا

کس قدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق مین
کچھ نہ دے شیرین ٹہا دی دل تو اس مزدور کا

چاہیے دینی ہوا ہین اوسکو آہ سرد کی
جوش خون گرم سے آیا ہے مُنہ ناسور کا

کب کی اُچکنی قیامت یہ مرا احسان ہے
بند ہے دم میرے نالون کی بدولت صُور کا

میکش مفلس ہون پہلے مجکو دی ساقی شراب
دل بہت ہوتا ہے تھوڑا مرد بے مقدور کا

مے پئین گر آج ہم ساقی تکلف ہی ضرور
جام ہیرے کا ہو خم ترشا ہوا بلّور کا

عاشق مژگان ہون مجکو نوش سے بڑہکر ہے نیش
لطف اوٹھاتا ہون نہین چھتا چھیڑ کر زنبور کا

جب بلندی پر پڑے دیکھے کہین مہوے کے پھول
ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کشِ مغفور کا

اے خضر رندون کو کچہہ مشکل نہین عمر دراز
آب حیوان گر نہین شیرہ تو ہے انگور کا

جلوۂ حسن الٰہی اور پتھر اے کلیم
آپ کی گرمی نے چمکایا ستارہ طور کا

آدمی کا مُنہ ہے جو دعوی خدائی کا کرے
بولتے ہین آپ حضرت نام ہے منصور کا

ہم وہ میکش ہین کہا پیر مغان نے بعد مرگ
ہو مزار انگور کے سائے مین اس مغفور کا

عبرتِ اہل دول منظور ہے مجکو امیر
بھیک بھی مانگون تو کاسہ لون سرِ فغفور کا

قصر تن بگڑا کسیکا گور کن کی بن پڑی
گھر کسی کا گر پڑا گھر بنگیا مزدور کا

کی نظر جس پر کدورت کی رہا خاموش وہ
ہے اثر گردِ نگاہ یار مین سیندور کا

یارب شبِ وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آواز صور سُنکے کہا دل نے قبر مین
کسکی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

جائے قیام منزلِ ہستی نہ تھی امیر
اوترے تھے ہم سرا مین کہ کوس سفر بجا

ہوا یہ جوش شب ہجر دیدۂ تر کا
چراغ دیدۂ ماہی بنا مرے گہر کا

لکہوں میں حال جو اپنے خطِ مقدر کا
ورق سیاہ کہوں آفتاب محشر کا

عبث ہی ناز تمول پران امیروں کو
اٹھا کے لائے ہیں کوڑا فقیر کے گہر کا

زبان پہ نالہ ہے جبتک ہیں اشک بھی جاری
علم گرا نو نہ ٹھہرے گا پاؤں لشکر کا

نہ آسمان سی غرض ہی نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوال تن ہوا
سائے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا

دکھلا دے ای بت آج تو بہر خدا وہ شان
شیخ حرم پکارے کہ میں برہمن ہوا

افشائے راز تا نہ ہو زاہد پر کہیں
رندوں میں دخت رز کا لقب جان من ہوا

وہ مست ہوں نصیب مجہے تب کفن ہوا
جب رہن مے فروش کے گھر پیرہن ہوا

مجھ مست مے کی ہی ہاتھ ترے یارب آبرو
تجکو کریم جان کے توبہ شکن ہوا

سو عکس آئینہ میں پڑے اور مٹ گئے
اس گہر میں جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

مٹی نے جام بنکے اڑائی جہان کے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

چہانی ہے پھاڑ پھاڑ کے اوس میں شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

تار نگاہ و تار نفس سب ہوئے تمام
تب چار گز کسیکو میسر کفن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصل خزاں تلک
لو آ گئی بہار میں توبہ شکن ہوا

سو رنگ سے ہیں مست بہار چمن ہوا
جو گل بنا تھا جام شراب کہن ہوا

آئی بہار پھر مجھے شوقِ چمن ہوا | برگِ شگوفہ پنبۂ داغِ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تہا شیفتہ | کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا

یعقوب وار کھل گئین آنکھین غرار مین | یوسف کا پیرہن ہی مری حق مین کفن ہوا

ممنون ہون زمین کا ہی آسمان کا بھی | حاصل یہان سے گور وہان سی کفن ہوا

لیلی کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز | سینے مین لوٹ کر دلِ مجنون ہرن ہوا

مرکر علو قدر سے عریان بدن ہوا | حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا

دل عشق مین یہ جاذب رنج و محن ہوا | مانند داغ درد بھی جزو بدن ہوا

دشتِ شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا | جن کیا فرشتہ بھیس بدلکر ہرن ہوا

ممنون چارہ گر نہ ہوا مین ہزار شکر | ہر داغ تازہ مرہم داغِ کہن ہوا

اللہ رے صفائی طبیعت کہ بعد مرگ | گرد نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا

افشائے رازِ وجہ جنون ہے برنگ گل | پو پھوٹنے سے چاک مرا پیرہن ہوا

نالے بدن کو توڑ کے نکلے برنگ نے | منہ بند کیا ہوا مین سراپا دہن ہوا

پلکین جو گریۂ غم فرقت سی گر گئین | مشہور طفل اشک مرا صف شکن ہوا

بے یار ابر مین بین دل افگار ہو گیا | بجلی کا کوندھنا مجھے تلوار ہو گیا

رندِ مشرب کب کے پہونچے یار کے گھر زاہدا | تو ابھی پوچھتا ہے ابتک اوسکی راہ کا

کھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہِ یار ہے | کون چکر کھائے پھر دیر و حرم کی راہ کا

میرے دل کے آئینے مین منہ جو دیکھین ہمین | نقشہ ماتھے کا نظر آئے الف اللہ کا

فی الحقیقت غوطۂ بحر فنا ہے لا الہ
ہے ابھرنا اِس بھنور سے ذکر الا اللہ کا

ہے کشورِ عدم مین خدا جانے سیر کیا
آیا نہ پھر کے منزل ہستی سی جو گیا

اب بُلبلین چمن مین کہان آگئی خزان
تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا

پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی
جاگا تمام شب مین دمِ صبح سو گیا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل
نہین معلوم مرے دل کو ہی ارمان کسکا

حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا کر
پھر تو یہ کوہ ہے کسکا یہ بیابان کسکا

منچلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم
کوئے اُلفت مین ہی باندھا ہو امیدان کسکا

نہ جہت تیرے لیے ہی نہ کوئی جسم ہے تو
چشم ظاہر کو ہے مشکل نظر آنا تیرا

صاف اس جنگ مین آتی ہی ہمین صلح کی بو
دل ملاتا ہے یہ آنکھون کا لڑانا تیرا

نہین بچنے کا ترے تیر مژہ سے دل زار
بال باندھا ہے یہ اے ترک نشانا تیرا

پکارتا ہے یہ نازا وسکی کبریائی کا
کہ لے اوڑھا ہے مجھے شوق خودنمائی کا

قلق ہوا ہے مجھے صیاد کی جدائی کا
یہ چپکے نہین افسوس ہے رہائی کا

عزیز کیون نہ ہو داغ اوسکی بیوفائی کا
کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا

مین طول روز قیامت کو سُنکے ڈرتا ہون
کہ دن نہ ہو وہ کہین یار کی جدائی کا

بغیر پہونچے ہوئے یار تک نہین رہتا
مین مٹ کے نام مٹا دونگا نارسائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھونڈھتے پتا نہ لگا
تیرا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا

نہ پوچھ جام مین ساقی کے کیا ہی اے زاہد
بھرا ہے اسمین لہو تیری پارسائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئیگی | چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا
مرے نصیب یہ کہتے ہین میری نالون سے | رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا
خدا نے دل کو بنایا تھا جام استغنا | جنون نے کاسہ اُسے کر دیا گدائی کا
کھینچی وہ تیغ تو خوش ہو کے مجھ سے دل نے کہا | وہ دیکھو گھاٹ ہے دریائے آشنائی کا
ہوا وصال جو صدمہ ہوا جدائی کا | شکستگی نے کیا کام مومیائی کا
کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون | کہ اِس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا
مین آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا | کہ ہے یہ کوئی ستارہ شبِ جدائی کا
بہار آئی ہے پھر خیر ہو خداوندا | جنون کے ہاتھ مین دامن ہے پارسائی کا
لپٹ گیا سگِ جانان ہمارے دامن سے | لحاظ آہی گیا آخر آشنائی کا
وہ آزمایش شمشیر ناز کرتے ہین | یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی کا
ہمارے دل مین وہی گدگدی ہوئی پیدا | جہان کسیکو سُنا ذوق دلربائی کا
اوٹھا جو درد تو گھبرا کے میری دل نے کہا | کہ تو بھی داغ مجھے دیگا کیا جدائی کا
حیا تو اوسکو بٹھائے ہزار پردے مین | مگر جو بیٹھنے دے شوق خودنمائی کا

اوٹھو امیر نہین بیٹھنے کی وحشت دل
یہ عذر لنگ تمھاری شکستہ پائی کا

دکھاؤ جلوہ جو دعوی ہے خودنمائی کا | مجھے یقین نہین آتا سُنی سُنائی کا
ہنسے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار | کہو رُلائیگا ہنسنا یہ بےحیائی کا

نقاب یار نے اولٹی ہے حضرت ناصح
یقین ہے فاش ہو اب پردہ پارسائی کا

تڑپ تڑپ کے گیا اوسکے آستانے پر
کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہ سائی کا

کہین سے ہاتھ شراب آئی ہی کہین سی گزک
مزہ ہے کوے خرابات مین گدائی کا

چلون وہ چال رہِ عشق مین کہ خار تو کیا
سراغ پائین نہ چھالے برہنہ پائی کا

گذر نہین ہے حرم مین تو دیر کو چلئے
امیر کام کہین بند ہے خدائی کا

کہان نہین ہے تماشا تری خدائی کا
مگر جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا

شبِ وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شبِ جدائی کا

کمان ہاتھ سے رکھ صید گاہ عرفان مین
کہ تیر صید ہے یان دام نارسائی کا

وہ بدنصیب ہون یار آئے میرے گھر تو بنے
سمٹ کے وصل کی شب تل رخ جدائی کا

ہزارون کافر و مومن پڑے ہین سجدے مین
بتون کے گھر مین بھی سامان ہے خدائی کا

جنون جو میری طرف ہو وہ جست و خیز کرون
کہ دل ہو ٹوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

امیر روئیے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابر نارسائی کا

نازہین کیونکر نہ جلتے میکشی کو باغ مین
ننھی ننھی بوندیان تھین ہلکا ہلکا ابر تھا

گلرخان دہر پہ سو سو جگہ مر مر گیا
جو کھلا گل باغ مین میرا چراغ قبر تھا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہان
اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا

راہِ درازہ کوچۂ جلاّد قطع کی — قصہ ہماری زیست کا یون مختصر ہوا

چلاّئین بلبلین بلو چمن سے چلی بہار — نکلی دلھن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا

کیا ہماری گور پر ہے احتیاج روشنی — چار جگنو جب چمک نکلے چراغان ہوگیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے مانند گل — ٹکڑے وہین ہوگیا پرزے گریبان ہوگیا

اے پری پل دیکے زلفون مین غضب تونے کیا — اور بھی ہم قید یون پر تنگ زندان ہوگیا

پڑگئی جسکی نظر اوس پر وہ دیوانہ ہوا — حُسن سے انسان بُلائے جان انسان ہوگیا

آسیائے چشم لیلی نے یہ پیسا وحشت مین — بخت مجنون سرمۂ چشم غزالان ہوگیا

بے نشانی کا مین اے چرخ سزاوار نہ تھا — دہنِ یار نہ تھا کچھہ کمر یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا — جب تلک دل کو سنبھالون مین وار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگارون مین — اِس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

جنبش وحشت اسے کہتے ہین کہ آتی ہی بہار — ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا

بندہ نوازیون پہ خدائے کریم تھا — کرتا نہ مین گنہ تو گناہ عظیم تھا

کیون تیغ ناز بھول گئی مجھہ کو وقت قتل — مین بھی تو اک نیاز گذار قدیم تھا

مانگا جو میرے دل کو دُرِ گوش یار نے — دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا

ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا — قاتل سے بڑھ کے خنجر قاتل کریم تھا

روشن ہے آفتاب سی اعجاز مصطفےٰ — اونگلی اوٹھی کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا

شب فراق مین کیون یارب انقلاب نہ تھا — یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

ہزار بار گلا رکھ دیا تہِ شمشیر
میں کیا کروں تری قسمت میں ہی تو لہنا تہا

فلک نے افسرِ خورشید سر پہ کیوں رکھا
سبوئے بادہ نہ تہا ساغرِ شراب نہ تہا

کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا
ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تہا

کہا جو میں نے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تہا
تو ہنس کے بولے وہ منہ قابلِ نقاب نہ تہا

زمانہ وصل میں لیتا ہی کروٹیں کیا کیا
فراقِ یار کے دن ایک انقلاب نہ تہا

دعا سے توبہ پڑھی ہمنے بھی تو مے پیکر
مزہ ہی ہمکو کسی شے کا بے شراب نہ تہا

ضبطِ گریہ میں نہیں کرتا کہ رہتا ہی خیال
سوکھ کے کانٹا نہالِ آرزو ہو جائیگا

آرسی پر کچھ نہیں موقوف آئی آئینہ رو
جوت تجھے دیکھیگا وہ میرا عدو ہو جائیگا

میری میخانے سے ای ساقی کہاں جائیگی عید
ماہِ نو یاں ناخنِ دستِ سبو ہو جائیگا

چارسو ٹکراؤ نگا سر دیکھ کر ابروِ امیر
فرض اس کعبہ میں سجدہ چارسو ہو جائیگا

فصلِ گل آنے تو دو فصد نکا پھر کیا ہی شمار
ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا

ٹھنڈی ہوا ہی ابر ہے ساقی ہی نہر ہے
کھیلو گے میکشو لبِ دریا سے کا شکار کب

آئے ہما کو بھی نہ مری استخوان پسند
خوش ہوگا انکو کھا کے سگِ کوئی یار کب

کون کہتا ہی ملے خاک میں آنسو میرے
چھپ رہے گر دو یتیمی میں گہر کی صورت

نہیں آتا ہے نظر المدد اے خضرِ اجل
جادۂ راہِ عدم موکمر کی صورت

ٹپ کئیں کچھ جو مرے گرم لہو کی چھینٹیں
اوڑ گئی جوہرِ شمشیر شرر کی صورت

رات دن کعبۂ دل مین ہی بتون کا مجمع
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کیفیت

بات گرنے مین تو جاتی ہی ملاقات کی رات
کیا بڑی بات ہی رہجاؤ یہین رات کی رات

زاہد اوس لف مین پھنس جائے تو اتنا پوچھون
کہئے کس طرح کٹی قبلۂ حاجات کی رات

شام سے صبح تلک چلتی ہین جام مے عیش
خوب ہوتی ہی بسر اہل خرابات کی رات

ایکبار اے برق تکلیف اور کر جھگڑا مٹے
پھونک دے مجکو بھی میری آشیانے کیطرح

مر گیا ہون مین صنم تیری فراموشی پر
یاد کرنا نہ مجھے پھر خدا میرے بعد

میرے مرنے ہی ملا خاک مین بیداوج جنون
دشت مین کوئی بگولا نہ اوٹھا میرے بعد

جتنے میوے چمن دہر مین ہین اون سب مین
تیر سے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند

اور نغمون سی نہین بزم جہان مین کچھ کام
اپنے کانون کو تو ہے نغمۂ منصور پسند

مرے رونے نے فرقت مین رلایا ایک عالم کو
بہائے ابر نے دریا مری ایک ایک آنسو پر

چمک جاتا ہی درد دل زیادہ ہجر ساقی مین
اگر برسات مین شب کو نظر پڑتی ہے جگنو پر

امیر انجام کا کب دہیان رہتا ہی محبت مین
مسلمان ہو گئے ہم عاشق ہوی اک طفل ہندو پر

نہین خال سیہ جو ہی نمایان اوسکے ابرو پر
نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخ آہو پر

معطر مغز جان تک ہو جو میری داغ دل سونگھین
چمن مین مست ہین کیا بلبلین پھولونکی خوشبو پر

نئی وحشت ہی مجکو وحشیون سی انس ہی ایسا
گرا آنکھین دشت مین ملتا ہون نقش پای آہو پر

گرے تہی مہر گلشن مین کبھی وہ اشک گرم اپنے
حباب انکو نہ سمجھو ہین یہ چھالے لب جو پر

بڑھا جاتا ہی تجہ سے دیکھو کو سون ناقۂ لیلے | سوار اے قیس تو بھی کیون نہین ہوتا ہی آہو پر

سہی قد یاد آتے ہین جو گلشن مین خراماں ہی
بھر آتی ہین آمیر آنکھین مری قمری کی کو کو پر

ہی سیر دیکھو سوئے قاف چلکر | سر راہ بیٹھی ہین پریان نکل کر
چلو و چشیو بزم گلزار مہکے | گل آئے ہین پوشاک مین عطر مل کر
وہ ہون لالہ سان سوختہ بخت میکش | کہ مے ہو گئی داغ ساغر مین جل کر
یہی سوز دل ہے تو محشر مین جل کر | جہنم او گل دیگا مجھکو نگل کر

آمیر اہل مسجد سے اظہار تقوے
ابھی آئے ہو میکدہ سے نکل کر

یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو | دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدلکر
نکالا جو پیر مغان نے تو غم کیا | بلا لے گی پھر دختر رز مچل کر
نہ جاتا تھا اوس تک کبوتر دہل کر | روانہ کیا روغن قاز مل کر
وہ مجنون ہون شکو جو صحرا مین بھٹکون | چراغ سر راہ ہو گھانس جل کر
اوٹھا ابر دل آنکھون سی اتنا نہ طوفان | کنوئین بیٹھ جاتے ہین اکثر ابل کر

شیخ صاحب نے جو رندونکی سُنی ہے آمد | کیسے گھبرائے بڑے پھرتے ہین اندر باہر
مین ہجر یار مین نہ کرون نالے ایفلاک | بلبل تو ہائے گل کہے طاؤس ہائے ابر
عجب مستی سے پھری ہوی ہے یہ ہوائے باغ | شیشہ بھرون جو مے سی تو پتھر گرائے ابر

سارے عالم مین پھری ہم نہ ملی امن کی جاے — پہونچے جس شہر مین دیکھا کہ فتنا ہی سر پر

میکشو پانون اوٹھائے ہوی گلشن کو چلو — ساتھ چلتی ہے ہوا سرو گھٹا ہے سر پر

سیدھی نگاہ بن ہین ترے تیر کے خواص — ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص

آرہے باغ جنان سے جو زمین پر آدم — فی الحقیقت تھی وہ اک لغزش مستانہ عشق

مرکے وی روحکو میری یہ آلہی قدرت — ہنس بن بنکے چگے گو ہر یک دانۂ عشق

ہوئے جو رنگ وصل یار مین ہم — اچھے پھولے پھلے بہار مین ہم

اوسکو لائین گے خاک قابو مین — کہ نہین اپنے اختیار مین ہم

آب شمشیر یار اگر مل جاے — اپنے دل کی لگی بجھائین ہم

دل مین ہے مثل ہیزم و آتش — جو گھٹائے اوسے بڑہائین ہم

آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ مین — تولو تو پہلے ہوئے کمر کو نگاہ مین

اعلے کو کیون نہ صحبت ادنی اسی ہو حذر — دیکھا کبھی نہ پرتو خورشید چاہ مین

وہ توڑا اسے فلک ہی مرے تیر آہ مین — چاہون تو رخنے ہون سپر مہر و ماہ مین

افعال نیک کے لئے اچھی جگہ بھی ہو — مے پیجیئے تو چلکے کسی خانقاہ مین

ہم رہروان عشق کو محشر کا خوف کیا — پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین

زلفون کی آڑ مین نہیں کرتے وہ چشمکین — بجلی تڑپ رہی ہے یہ ابر سیاہ مین

محراب اوسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز — پہونچا مین قتلگاہ مین یا عیدگاہ مین

برگشتہ بخت وہ ہون جو منزل چلا کبھی — گھبرا ادھر ادھر سے بگولونے راہ مین

پست و بلند دائرہ عشق مین نہین / پائین صدر ایک ہے اس بارگاہ مین

غواص آئین بحر سے موتی نکالنے / پر تو اگر پڑے تیری دانتون کا چاہ مین

شوق کہتا ہی پہونچ جاؤن مین اب کعبہ مین جلد / راہ مین بتخانہ پڑتا ہے آہی کیا کرون

کل گیا تھا پیش زاہد سوچتا ہون دلمین آج / خدمتِ پیرِ مغان مین عذر خواہی کیا کرون

مین جانتا ہون بلبل جو ہے تیری حقیقت / ایک مشت استخوان مین دو پر لگے ہوئے ہین

مجھ بینوا گدا کو پوچھے امیر وہ کیا ،،
شاہ ہو کے اوس گلی مین بستر لگے ہوئے ہین

سمجھا ہے تو جو غیبتِ پیرِ مغان حلال / واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب مین

خونخوار ہے وہ مست ملیگا بڑا مزہ / قیمہ مرے جگر کا ملا دو کباب مین

قاضی بھی ابتو آئے ہین بزمِ شراب مین / ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین

وہ ناتوان ہون قلعۂ آہن ہو وہ مجھے / کر دے جو کوئی بند مکانِ حباب مین

دل کو جلا تصورِ حسنِ ملیح سے / ہوتی ہے بے نمک کوئی لذت کباب مین

ڈالی ہین نفس شوم نے کیا کیا خرابیان / موذی کو پال کر مین پڑا کس عذاب مین

کچھ ربط حسن و عشق سے جائے عجب نہین / بلبل بنے جو بلبلہ اوٹھے گلاب مین

ساقی یہ صبح وقت ہی بزم شراب مین / دیتا ہے بھر کے مے قدحِ آفتاب مین

دکھلائے ہین وہ وقت گزک معجزِ مسیح / ہونٹون سے جان پڑتی ہے مرغِ کباب مین

زاہد کو فیض صحبت نادان سے کیا امیر / عالم کبھی نہ رہ گئے ہو کیڑا کتاب مین

شمشیر ہے سنان ہے کسے دون کسے نہ دون | اک جان ناتوان ہے کسے دون کسے نہ دون

مہمان ادھر ہما ہے ادھر ہے سگ حبیب | اک مشتِ استخوان ہے کسے دون کسے نہ دون

شہزادی دختِ رز کے ہزارون ہین خواستگار | چپ مرشدِ مغان ہے کسے دون کسے نہ دون

ہزارون قیس مشرب ساتھ پھرتے ہین بیابانمین | مرے دل مین خیالِ یار کیا لیلے ہے محمل مین

عروسِ مرگ تیری تیغ کا منہ چوم لیتی ہے | نکلتی ہے لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل مین

نہین کرتا کبھی پروائے جنت اے گلِ خوبی | نہایت پائی ہمنے بے نیازی تیرے سائل مین

سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا | اے تیر آہ بس اب ارادے کہان کے ہین

ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے | لو ایسے مفت سجدے میرے آستان کے ہین

مر کر بھی مے سے ہمکو تعلق وہی رہا | تختے لحد مین پیرِ مغان کی دکان کے ہین

ڈوبے ہوئے لہو مین نظر آئین کیون نہ گل | سینچے ہوئے مری مژہ خون فشان کے ہین

دنیا مین سفر ہمین عقبے مین بھی سفر | ہم لوگ رہنے والے الٰہی کہان کے ہین

بلبل کو شوقِ گل تھا نہ قمری کو عشق سرو | سارے یہ گل کھلائے ہوئے باغبان کے ہین

اِن ابروؤن سے حضرتِ دل روز سامنا | کہئے تو ایسے آپ بہادر کہان کے ہین

ہر ایک جرم ہون لیکن وہ رندِ پاک طینت ہون | کیا زاہد نے میری آب خجلت سے وضو برسون

ہتھیلیان تک بھی تو پھر جاتی ہین دیکھو دم نزع | وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہین

ساغرِ زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہے فلک | یادِ ساقی مین بلا نوش چڑھا جاتے ہین

مین الفت کے وہ حسن کے جوش مین | نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین

نہ اُٹھو ابھی بزم سے مے کشو
ہین بھی تو آپ اپنے وہ ہوش مین

سو جو وحشت خم ہے اگر زبان نہین
اتنی تو میفروش کی اونچی دکان نہین

زندان چمن ہے وحشی نازک مزاج ہون
پھولون کی بدھیان ہین مری بیڑیان نہین

ہے چرخ پر یہ ابروئے ماہ نو کا
کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہو بانکپن مین

شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے
کعبے سے اوٹھ کے بیٹھے پہلوئے برہمن مین

دیوانگی بھی غافل گدڑی فقیر کی ہے
ہشیار بھی ہین اکثر مستون کے پیرہن مین

داغ جگر کا پھاہا چلکر وہین چھڑائین
یہ بھی کنول ہو روشن اس گل کی انجمن مین

کیا کمۂ گریبان انگور کا ہے وا نہ
رنگ شراب گلگون ہے اوسکے پیرہن مین

او بت نے منہ چھپایا گیسوے پرشکن مین
اے دل خدا خدا کر خورشید ہے گہن مین

آواز کن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے
غربت پکارتی ہے بس رہ چکے وطن مین

حال وطن کہون کیا دل ہے بجھا ہوا سے
اک شمع ہے سو وہ بھی خاموش انجمن مین

گرے آنسو نرے مہجور کے ہین ایسا قی
رات کو کرمک شب تاب یہ ساون مین نہین

کیا زمانہ ہے نہین صفا کسی سے کوئی
دوست کے دل مین وہ ہے جو دل دشمن مین نہین

میکشو شیشہ مے کی ہے حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن مین نہین

کونسا بل ہے جو زلف بت پرفن مین نہین
زور ایسا کسی اوڑتی ہوئی ناگن مین نہین

آتش مے سی جو اوٹھتا ہے دھوان کافی ہے
کسکو پروا ہے نہ ہو ابر جو گلشن مین نہین

کبھی زندان کیطرف بھی وہ پری آ نکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون مین نہین

پراگنده گانند زیر فلک ‌ ‌ ‌ که هم دد توان خواندشان هم ملک

(مراد از عارفان ۱۲)

زیاد ملک چون ملک نارمند ‌ ‌ ‌ شب و روز چون دد زمردم رمند

تهیدست مردان پر حوصله ‌ ‌ ‌ بیابان نوردان بے قافله

بخود سر فرو برده همچون صدف ‌ ‌ ‌ نه مانند دریا برآورده کف

بسودائے جانان زجان مشتغل ‌ ‌ ‌ بذکر حبیب از جهان مشتغل

بیاد حق از خلق بگریخته ‌ ‌ ‌ چنان مست ساقی که مے ریخته

الست از ازل همچنان شان بگوش ‌ ‌ ‌ بفریاد قالوا بلیٰ درخروش

بیک نعره کوهے زجا بر کنند ‌ ‌ ‌ بیک ناله ملکے بهم بر کنند

چو باد اند پنهان و چالاک پوے ‌ ‌ ‌ چو سنگ اند خاموش و تسبیح گوے

حریفان خلوت سرائے الست ‌ ‌ ‌ بیک جرعه تا نفخهٔ صور مست

به تیغ از غرض بر نه گیرند چنگ ‌ ‌ ‌ که پرهیز و عشق آبگینه است و سنگ

اگر یاری از خویشتن دم مزن ‌ ‌ ‌ که شرک است با یار و با خویشتن

مرا تو به فرمائے ای خود پرست ‌ ‌ ‌ ترا تو به زین گفتن اولیٰ ترست


اگر میبرم امروز در کوئے دوست ‌ ‌ ‌ قیامت زنم خیمه پهلوئے دوست

درین مجلس آن کس بکامے رسید ‌ ‌ ‌ که در دور آخر بجامے رسید

نه سلطان خریدار هر بنده ایست ‌ ‌ ‌ نه در زیر هر ژنده زنده ایست

اگر ژاله هر قطره در شدے ‌ ‌ ‌ چو خرمهره بازار ازو پر شدے

تمام شد



حضرات ناظرین عم فیضکم العالی

معروض آنکہ عرصۂ دراز سے نیازمند کے
دل میں یہ امر کالنقش فی الحجر مسند نشین عزائم
الرجال تھا کہ اساتذہ مستند الالسنہ و شعراء
فخر الازمنہ کے اشعار داد طلب کا ایک انتخاب بے بدل ہو
جو انتعاش حرارت قلبیہ و ابراز مضمر فطریہ کے ابھارنے میں بے نظیر و بے مثل
ٹھیرے۔ للہ الحمد ہر آن چیزیکہ خاطر میخواست * آخر آمد ز پس
پردہ تقدیر پدید * یوں تو گو آئے دن انتخاب ہوتے
ہی رہتے ہیں لیکن بحکم آنکہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید
یہ تحفہ حقیر بھی نذر ہے۔ پہلا حصہ انتخاب کردہ مولوی حیدر علی شاہ
صاحب کا ہی شائقین کی قبولیت پہ باقی حصص بھی
چھاپنے کے لئے نیازمند موجود ہے

